ابن زیدون اور علی بن جہم کی حبسیاتی شاعری کا مقارنہ

A comparative study of the prison`s poetry of Ali bin Jahm and Ibn-e-Zaydun

* د/ سید سیار علی

** د/ سائرہ گل

Abstract

Ibn-e-Zaydun was a renowned Andalusian poet. He served as Courtier Poet of Abu al-Hazm Ibn-e-Jahoor, a king of Cordoba, Andalusia in Maluk al-Tawaif era.

Ibn-e-Zaydun succeeded in his private life by leaps and bounds which resulted in creating differences between King Ibn-e-Jahoor and Ibn-e-Zaydoon. He was consequently imprisoned by Ibn-e- Jahoor.

While in prison, Ibn-e-Zaydun wrote him many poems having panegyrics so that the King may forgive him and release him from the prison.

Ali bin Jahm was a well-known poet of Abbasid Caliphate era. He was imprisoned by Abbasid Caliph, Al-Mutawakkil Billah. While in prison, he also wrote many panegyrics in the praise of Caliph.

Ibn-e-Zaydun has reproduced literal and poetical ideas of Ali bin Jahm's prison poetry in his own poetry which confirms that Ibn-e-Zaydun was highly inspired from his prison`s poetry.

The current paper describes the impact and reflection of Ali bin Jahm`s prison poetry in the prison`s poetry of Ibn-e- Zaydun.

Keywords: *Prison`s poetry of Ibn- e- Zaydun and Ali bin Jahm, Ibn-e-Zaydun's poetical disposition.*

………………………………………………………………………

** لیکچرار شعبہ اسلامیات یونیورسٹی آف صوابی، صوابی

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور

ابن زیدون اندلسی شاعر ہے ان کا اصل نام احمد بن زیدون ہے، آپ قرطبہ میں ۱۰۰۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۶۳ء میں فوت ہوئے۔ بیس سال کی عمر میں ہی وہ اتنی اچھی شاعری کرنے لگے کہ انہیں "بحتری اندلس" کہا جانے لگا اور دور دور تک ان کا نام پھیل گیا. ابن زیدون نے سیاست میں حصہ لیا اور اندلس کے ملوک الطوائف میں سے امیر ابو الحزم بن جہور[1] کے حاشیہ نشینوں میں نظر آنے لگا اور تھوڑے ہی عرصے میں ابن جہور کا وزیر بن گیا۔ حکومت کے امور بڑی مہارت اور سمجھ بوجھ سے سر انجام دیئے اور کئی مرتبہ وہ ابن جہور اور دوسرے حکمرانوں کے درمیان سفیر بھی بنے. ابن زیدون اپنی زندگی میں ترقی کے منازل طے کرتا رہا اسی اثناء میں حالات نے دوسرا رخ اختیار کیا، جب وہ وزیر مستکفی کی بیٹی ولاّدہ کی محبت میں گرفتار ہوا جبکہ اس کے ساتھ پہلے ہی سے وزیر ابن عبدوس محبت کرتا تھا، دونوں وزراء کے مابین باہمی تصادم کا سبب بن گیا.[2]

ابن زیدون نے ولاّدہ کی زبانی ابن عبدوس کے نام ایک خط لکھا جو ادبِ اندلسی میں "الرسالة الهزلية" کے نام سے مشہور ہے۔ اس خط میں اس نے ابن عبدوس کا خوب مذاق اڑایا اور تحقیر و تذلیل کا نشانہ بنایا، جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ابن زیدون کے دوسرے مخالفین کے ساتھ ابن عبدوس نے مل کر امیر ابن جہور کو اس سے اتنا بدظن کر دیا کہ اس نے ابن زیدون کو جیل میں ڈال دیا، سلاخوں کے پیچھے سے ابن زیدون نے ابن جہور کے نام بہت سے مدحیہ قصیدے لکھ کر بھیجے جس میں اس کی غرض ابن جہور سے رحم اور مہربانی کی التجا تھی لیکن اس نے ایک نہ سنی اور اسی طرح ابن زیدون نے سولہ مہینے جیل کاٹی، آخر اس نے ایک خط بھی لکھ کر امیر ابن جہور کو بھیجا جس کو ادب اندلسی میں "الرسالة الجِدّية" کہا جاتا ہے.[3]

ابن زیدون زندان کے دن گنتے ہوئے کہتا ہے:

مئون من الأيام خمسٌ قطعتها　　　　أسيراً و إن لم يبدُ شدُّ قمطُ[4]

(زندگی کی سینکڑوں ایّام میں سے پانچ سو قید میں کاٹے، اگرچہ رسیوں سے ہاتھ پاؤں نہیں باندھے گئے)

ابن زیدون نے اسی طرح سولہ مہینے زندان کی سختیاں، محبوب کی یاد، ماضی کی شاہانہ زندگی کے بارے میں سلاخوں کے پیچھے سے شعر کہتے ہوئے گزارے، قید خانے سے اس نے ولاّدہ کے نام بھی کئی رقت آمیز نظمیں لکھیں جو اس کی شاعری کا بہت بڑا سرمایہ ہے.

ابن زیدون امیر ابوالحزم بن جہور کے بیٹے ابو الولید بن جہور کے دوست بھی تھے، بالآخر اس نے اپنے باپ سے سفارش کرکے انہیں جیل سے نکلوادیا۔ جبکہ بعض کا خیال ہے کہ ابن زیدون جیل سے فرار ہو گیا اور کچھ عرصہ

قرطبہ میں روپوش رہا، جب ابو الحزم بن جھور کا انتقال ہو گیا تو ابو الولید نے ابن زیدون کو واپس بلایا اور حکومت میں اس کی پرانی حیثیت بحال کی۔[5] ابن زیدون کی حبسیاتی شاعری میں سے ایک قصیدہ اپنے دوست وزیر ابو حفص بن برد کو بھیجا، جس میں اس نے زمانے سے بہت شکایت کی ہے اور اپنے درد و الم کو بیان کیا ہے۔

ما على ظنّي باسٌ...يجرح الدهرُ و يأسو...و كذا الدهرُ اذا ما...عزَّ ناسٌ، ذلّ ناسٌ

إن قسا الدهرُ فلِلمَاء...من الصّخرِ انبجاسُ...وعسى أن يسمع الدهرُ...فقد طال الشَّماسُ[6]

زمانے کی شکایت کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے "کہ میرے گمان میں کوئی برائی نہیں ہے، زمانہ زخم بھی دیتا ہے اور اس پر مرہم بھی لگاتا ہے۔ زمانہ ایسا ہی ہے جس میں جب کچھ لوگ عزّت پاتے ہیں تو دوسرے ذلّت سے دوچار ہو جاتے ہیں، اگر زمانہ بہت سخت ہو گیا ہے تو کیا ہوا؟ کبھی کبھی پتھر میں سے بھی پانی پھوٹ نکلتا ہے، زمانے کی ہٹ دھرمی بہت ہو چکی، شاید اب وہ اپنے رویے میں کچھ آسانی پیدا کرے"۔

ابن زیدون کی حبسیاتی شاعری میں علی بن الجہم[7] کی حبسیاتی شاعری کا رنگ اور اثر نظر آتا ہے جس کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابن زیدون ابن الجہم سے متاثر تھا، اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

مصائب اور مشکلات پہلی وجہ یہ ہے کہ ابن زیدون اور علی بن الجہم دونوں شاعروں نے جیل کی زندگی کاٹی ہے، اور اپنے احساسات اور جذبات کو شعر کے بحروں میں پرو دیا ہے، جب زندان کی سختیاں اور جیل کی مشکلات دونوں نے محسوس کیں۔

ناز و نعمت کے بعد قید و بند علی بن الجہم نے عباسی خلیفہ المتوکل باللہ کی مدح میں کچھ کسر باقی نہیں چھوڑی تھی، وہ خلیفہ کے درباری شاعروں میں سے ایک تھا جس نے خلیفہ کے انعامات اور احسانات کے سایے تلے وقت گزارا تھا، جبکہ ابن زیدون اندلسی امیر ابو الحزم بن جھور کی مدح کو اپنے اشعار کا خاص موضوع بنایا ہوا تھا، لیکن دونوں شاعروں کے دن پھر گئے، حالات نے کروٹ لی اور دونوں شاعروں کو اپنے ممدوحین نے جیل میں بند کر دیا، علی بن الجہم کو خلیفہ المتوکل باللہ نے جبکہ ابن زیدون کو ابو الحزم بن جھور نے قید میں ڈال دیا۔

مخالفین کا حسد اور جھوٹ

تیسری وجہ یہ ہے کہ عباسی شاعر ابن الجہم ان لوگوں کا شکار ہوا جن کا اس کے ساتھ حسد، عناد اور خلیفہ کی قربت حاصل کرنے کی آگ بھڑک رہی تھی، جن میں سے ابی عبادہ البحتری[8]، ابی سمط[9] اور حسین بن ضحاک[10] کے نام سر فہرست ہیں، بقول ابن الجہم ان لوگوں نے المتوکل باللہ کو اس کے خلاف شکایتیں لگائیں اور جھوٹی باتیں منسوب

کر کے خلیفہ کا دل اس سے اتنا برا کر دیا کہ ابن الجہم کو جیل میں ڈالا گیا.[11]

ابن زیدون کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے، ابن عبدوس کے لئے ولاّدہ بنت المستکفی کے ساتھ محبت کی وجہ سے ابن زیدون کو اپنا رقیب برداشت کرنا مشکل تھا، اس نے ابن زیدون کے مخالفین کے ساتھ ملکر ایک جھوٹے مقدمے میں پھنسا دیا، قاضی ابن المکوی نے ابن العطار کی گواہی پر ابن زیدون کو جیل کا مستحق قرار دیتے ہوئے امیر ابن جھور کو لکھا، جس نے ابن زیدون کو قید کر دیا.

شاعر نے اپنی بے گناہی بیان کرنے کے لئے امیر ابن جھور کو کئی قصیدے لکھ کر بھیجے تاکہ وہ اس پر واضح کریں کہ یہ سب جھوٹ اور بناوٹی منصوبے کے تحت ہوا ہے جیسا کہ اپنے ایک خط میں اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ "و شهد ابن العطار العشار العاري من الثقة و الأمانة، الآكل بيديه جشعاً، ولم يقتصر على أن ألحق بالشهود وهو واو عمرو فيهم،[12] و نون الجمع المضاف معهم،[13] دون أن يلحقَ بخزيمة[14] ذا الشهادتين."[15] (ابن العطار نے میرے خلاف گواہی دی، وہ تو ایسا شخص ہے جو بات کرنے میں قوی اور امانت دار نہیں، حرص کے مارے دونوں ہاتھوں سے کھانے والا ہے، اس کی گواہی پر اکتفا کیا گیا حالانکہ وہ تو لوگوں میں ایسی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ "واو عمرو" اور "نون الجمع المضاف" کی ہے، اس کو حزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں تسلیم کرنا چاہیئے جس کی گواہی دو بندوں کے برابر تھی).

مشرقی شعراء کی شاعری سے واقفیت

ابن زیدون ذہین اور قدیم مشرقی شعراء کے قصائد سے واقف عالم تھا، کیونکہ اس کی شاعری میں لفظی اور معنوی دونوں قسم کے اشارات ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ قدیم شاعری اور تاریخی ورثے کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ جیسا کہ ابن زیدون کے حبسیاتی خط "الرسالۃ الجدّیۃ" کے متن میں جگہ جگہ مشرقی شعراء کے اشعار میں سے یا تو کوئی بیت ذکر کرتا ہے اور یا کبھی کبھی پورا شعر ہی نقل کرتا ہے جن میں سے متنبی کا نام قابل ذکر ہے.

دوسری بات یہ ہے کہ ابن زیدون کے بعض حبسیاتی اشعار کے الفاظ، موضوعات اور انداز بیان و اسلوب ایسا ہی ہے جیسا کہ ابن الجہم کا ہے اور مؤخر الذکر زمناً مقدم بھی ہے.

مذکورہ قرائن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابن زیدون عباسی شاعر ابن الجہم کی حبسیاتی شاعری سے بہت متاثر تھے، لفظی اور موضوعی تأثر اس کے حبسیاتی اشعار میں نظر آتا ہے. ذیل میں دونوں شعراء کے ان اشعار اور موضوعات کو ذکر کیا جاتا ہے جس میں ابن زیدون کا متاثر ہونا واضح ہے.

ا- شکوہ: عصر عباسی اور اندلسی میں مسجون شعراء نے اس موضوع کے تحت شاعری کی ہے۔ ان کا یہ شکوہ خلیفہ اور امیر سے ہوتا ہے جس کو اپنی وفا کے دلائل اور ماضی کا اچھا وقت یاد دلاتے ہیں، زمانے کے حوادثات اور زندگی کی مشکلات کی وجہ سے اپنی قسمت سے شکوہ کیا ہے.

ابن الجہم اور ابن زیدون دونوں شاعروں نے اپنی حبسیاتی شاعری میں زمانے سے شکوہ کیا ہے، اور اپنی تکالیف و مصائب کی نسبت زمانے کی طرف کی ہے، کہ زمانہ ہی بندے پر ظلم کرتا ہے اور دھوکہ بھی دیتا ہے، زمانے کی ظلم وستم کے وجہ سے انسان شقی اور سعید بن جاتا ہے.

ابن الجہم نے زندان میں زمانے سے شکوی کرتے ہوئے کہا ہے:

هي الأيام تكلمنا و تأسو...و تجري بالسَّعادة و الشّقاءُ...حلبنا الدهر أشطره و مرّت...بنا عقبُ الشّدائد و الرّخاء[16] یہ تو زمانہ ہے جو ہمیں زخم دیتا ہے اور مرہم بھی لگاتا ہے، اور اپنے ساتھ نیک بختی اور بد بختی بھی لے کر آتا ہے (زمانے کی بھلی بری باتوں کو ہم نے خوب آزمالیا اور ہم پر طرح طرح کے مصائب اور خوشیاں بھی لے کر آیا)

ابن زیدون نے جیل کے سلاخوں کے پیچھے تنگ وتاریک کوٹھڑی میں زمانے سے شکوی کرتے ہوئے کہتا ہے:

ما على ظنِّي باسُ..يجرحُ الدَّهرُ و يأسو..و كذا الدهر إذا ما...عزَّ ناسٌ، ذِلُّ ناسُ[17]

(میرے گمان میں کوئی برائی نہیں ہے، کیونکہ زمانہ زخم بھی دیتا ہے اور اس پر مرہم بھی لگاتا ہے)

(زمانہ ایسا ہی ہے اس میں کچھ لوگ عزت پاتے ہیں تو کچھ ذلّت سے دوچار ہوتے ہیں)

اشعار کا تقابلی جائزہ

ابن الجہم کے ان اشعار کا موضوع زمانے سے شکوہ ہے جبکہ ابن زیدون نے بھی یہی موضوع اپنایا ہے، اور دونوں شاعروں کے مذکورہ اشعار میں لفظی اور معنوی التباس موجود ہے، لیکن دلچسپ بات یہ کہ ابن الجہم نے ان اشعار میں بلاغی اسلوب طباق کو اختیار کیا ہے تو ابن زیدون نے بھی اسی اسلوب کو شعر کی زینت بنایا ہے.

ابن الجہم کے پہلے شعر کے پہلے مصرع میں "تکلمنا" اور "تأسو" کے الفاظ آئے ہیں جو متضاد المعنی ہیں، پہلے لفظ کا معنی "زخم دینا" اور دوسری کا "مرہم لگانا اور زخم بھرنا" ہے، اسی طرح دوسری مصرع میں "السّعادۃ" اور "الشّقاء" متضاد المعنی کلمات آئے ہیں، جن کے بالترتیب "نیک بختی" اور "بد بختی" معانی ہیں، دوسرے شعر کے آخری الفاظ "الشدائد" اور "الرخاء" کے الفاظ ہیں پہلے لفظ کے "سختیاں اور تکالیف" معنی ہے جبکہ دوسرے لفظ کے "آسودگی

اور خوشحالی" معنی ہے، علم بلاغت میں ایسے اسلوب کو شعر میں لانے کا نام طباق ہے. [18]

ابن زیدون کے مذکورہ اشعار میں بھی طباق ہے، جیسا کہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع میں "یجرح" اور "یأسو" کے الفاظ آئے ہیں جن کے بالترتیب معانی "زخم دینا" اور "مرہم لگانا" ہیں، تو یہ دونوں الفاظ متضاد ہیں اور اسے طباقِ ایجابی کہتے ہیں، دوسری شعر میں "عزٌّ" اور "ذلٌّ" متضاد المعنی آئے ہیں. ابن الجہم نے کہا ہے:

هي النفسُ ما حملتَها تتحمَّلُ و للدهر أيّام تجورُ و تعدِلُ[19]

(یہ نفس ہے جو بوجھ اٹھا سکتا ہے وہ اٹھاتا ہے، اور زمانے کے ایام ظلم بھی کرتے ہیں اور انصاف بھی)

ابن زیدون نے کہا ہے: و الله فينا علم غيبٍ، و حسبنا....به، عند جورِ الدهر، من حكمٍ عدلٍ[20]

(اللہ کی قسم، ہمارے پاس چھپی ہوئی باتوں کا علم ہے اور وہ ہمارے لئے انصاف سے فیصلہ کرنے والا کافی ہے جب زمانہ ظلم کرے)

خلاصہ یہ ہے کہ ابن الجہم نے جیل میں شکوی کے بارے میں جو اشعار کہے ہیں اور الفاظ و معانی کی قوت میں بہتری لانے کے لئے بلاغی اسالیب میں سے طباق کو اختیار کیا ہے تو ایسا ہی ابن زیدون نے بھی کیا ہے جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ابن زیدون نے عباسی شاعر ابن الجہم سے متاثر ہو کر اس کا اسلوب اپنایا.

۲- نیام میں تلوار

ابن زیدون زندان میں قید ہو کر اپنی تشبیہ ایک تیز دھار کاٹنے والی تلوار کے ساتھ دیتا ہے، جبکہ یہ تشبیہ علی بن الجہم کی حبسیاتی شاعری میں پہلے سے موجود تھی۔ ابن زیدون نے کہا ہے:

و ما كنتُ إلّا الصارم العضب في جفن أوِ الليث في غابٍ، أو الصقر في وكنٍ[21]

میں تیز دھار کاٹنے والی تلوار ہوں جس کو نیام میں رکھا گیا ہے، یا کچھار میں بیٹھا شیر ہوں، اور یا گھونسلے میں شکرا ہوں

إن طال في السِّجن إيداعي فلا عجب قد يُودع الجفن حدُّ الصارم الذكر[22]

(اگر میں ایک طویل عرصے سے زنداں میں ہوں تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، اس لئے کہ ایک کاٹنے والی تلوار کو بھی میان میں رکھا جاتا ہے)

امیر ابوالحزم بن جھور کی مدح کرتے ہوئے قافیہ میم میں بھی اس قسم کا معنی ملتا ہے:

و بقاء الحسام في الجفن يثني منه بعد المضاء و التصميم[23]

(مضبوط اور چمکدار بنانے کے بعد میان میں رکھی تلوار کی حسن کارکردگی میں کوئی کمی نہیں آتی)

ابن الجہم کا وہ شعر جس سے ابن زیدون نے متاثر ہو کر معنی اخذ کیا ہے:

قالت: حبستَ، فقلتُ ليس بضائر حبسي و أيُّ مهنّدٍ لا يغمدِ[24]

(اس نے کہا: آپ مقید ہیں، میں نے کہا کہ میری قید نے مجھے کوئی نقصان نہیں دیا، کیونکہ کونسی ہندوستانی تلوار کو میان میں نہیں رکھا جاتا؟)

اشعار کا تقابلی جائزہ: مذکورہ حبسیاتی اشعار میں تشبیہ اور معنی میں حسن پایا جاتا ہے، دونوں شعراء جیل میں قید پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جیل میں کچھ وقت کے لئے قید ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک ہندی تلوار کو میان میں رکھا جاتا ہے لیکن جب اس کو نیام سے نکالا جائے تو اس کی مضبوطی، چمک اور کاٹنے کی صفت میں کمی نہیں آتی.

یہ بات تو واضح ہے کہ دونوں شاعروں نے ایک قسم کی تشبیہ اور معنی شعر میں ذکر کیا ہے، لیکن ابن زیدون زمناً مؤخر ہے تو اس لئے اس معنی اور تشبیہ کا سہرہ ابن الجہم کے سر پر ہے، اور اس کی تائید عربی مصادر سے بھی ملتی ہیں کہ ابن الجہم سے پہلے یہ معنی کسی بھی شاعر نے نہیں ذکر کیا ہے.

مسعودی نے لکھا ہے کہ "..... و له في الحبس شعر معروف لم يسبقه إلى معناه أحدٌ و هو قوله: قالت: حبستَ، فقلتُ ليس بضائر..."[25] (ابن الجہم کے دورانِ قید کے کچھ مشہور اور معروف اشعار ہیں، جس معنی میں اس نے شعر کہے ہیں اس سے پہلے کسی نے بھی اس معنی میں طبع آزمائی نہیں کی).

ابو الفرج الاصفہانی نے لکھا ہے کہ ابن الجہم کے سب سے بہترین اشعار وہ ہیں جو اس نے قید خانے میں کہے جس کا مطلع" قالت: حبست ....."[26] ابن خلکان کی رائے یہ ہے "هي أبيات جيدة لم يعمل مثلها "[27] ابن الجہم کی حبسیاتی شاعری میں سب سے بہترین اشعار یہی ہیں اور اس جیسے اشعار کسی نے نہیں کہے.

عبد الملک الثعالبی نے لکھا ہے کہ ان اشعار میں ابن الجہم نے نابغہ الذبیانی کی طرح تشبیہ دینے میں کمال کیا ہے۔ اس نے نعمان کی تشبیہ رات اور دن کے ساتھ دی ہے جبکہ ابن الجہم نے نیام میں رکھی گئی تلوار کے ساتھ.[28]

متنبی کا ایک ملا جلا شعر ملتا ہے لیکن معنوی اعتبار سے قدرے مختلف ہے.

قد زرته و سيوف الهند مغمدة و قد نظرت إليه و السيوف دمُ[29]

(اس کی زیارت کی جبکہ ہندی تلواریں نیام میں تھیں، اور میں نے اس کو دیکھا جبکہ تلواریں خون آلود تھیں)

قرائن اور ادباء کے اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حبسیاتی شعر میں خود اپنے آپ کی تشبیہ کاٹنے والی ہندی تلوار کے ساتھ سب سے پہلے ابن الجہم نے دی ہے جس کے بعد ابن زیدون نے یہی تشبیہ اور معنی لیا ہے.

۳- **کچھار میں شیر** ابن زیدون کی حبسیاتی شاعری میں ایک اور معنی جو ابن الجہم کی حبسیاتی شاعری سے لیا ہے وہ "کچھار میں شیر کا بیٹھنا" ہے۔

اندلسی شاعر ابن زیدون جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید تھا، ابن الجہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو تشبیہ کچھار میں بیٹھے شیر کے ساتھ دی ہے، جیسا کہ کہتا ہے:

و ما كنتُ إلا الصارم العضب فى جفنٍ أو الليث في غابٍ، أو الصقر في وكنٍ[30]

(میں تیز دھار کاٹنے والی تلوار جس کو نیام میں رکھا گیا ہے، یا کچھار میں بیٹھا شیر ہوں، اور یا گھونسلے میں شکرا ہوں)

ابن زیدون نے ابن الجہم کے اس شعر سے معنی لیا ہے:

أو ما رأيت اللّيث يألف غيله كبراً، و أوباش السِّباع تردَّدُ[31]

(یا آپ نے شیر کو دیکھا ہے جو فخر کے ساتھ اپنی کچھار میں جاتا ہے، جبکہ سارے درندے متردد ہوتے ہیں)

قافیہ لام میں ابن الجہم کا ایک شعر اسی معنی میں آیا ہے جب وہ جیل سے رہا ہوا:

هل كان إلا الليث فارق غيله فرأيته في محملٍ محمولا[32]

(وہ شیر کی طرح ہے جو کچھار سے جدا ہوا ہو، پس میں نے اسے کجاوے میں اٹھایا ہوا دیکھا)

ابو الحسن البغدادی الفلیک[33] کو معتمد بن عباد نے جیل میں ڈالا، زندان سے ایک قصیدہ معتمد کو بھیجا جس میں رحم و کرم کی درخواست کی تھی، ایک شعر میں بھی ابن الجہم اور ابن زیدون کے اشعار سے ملتا جلتا معنی پایا جاتا ہے لیکن ابو الحسن زمناً مؤخر ہے۔ "إني لأعجب من سجن به أمنت..نفسي من الخوف في عريس رئبال[34] "

(میں جیل پہ حیران ہوں کہ وہ میرے خوف سے مجھے امن دلاتی ہے جیسا کہ شیر کچھار میں ہوتا ہے)

اشعار کا تقابلی جائزہ

دونوں شعراء نے زندان کی سخت مصائب والی زندگی سے دوچار ہونے کے باوجود بھی خود اعتمادی، قوت اور زمانے کے حوادثات کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ہمت ظاہر کی ہے، کہ جیل میں قید ہونا ایسا ہے جیسے کچھار میں کچھ وقت کے لئے شیر چلا جاتا ہے. ابن زیدون کے شعر میں تشبیہ بلیغ ہے، شعر کے پہلے مصرعہ میں "کنتُ" کا لفظ مشبہ ہے، اور مشبہ بہ "اللیث" ہے، وجہ التشبیہ اور حرف التشبیہ دونوں محذوف کر دیئے ہیں.

دونوں شاعروں کی اس تشبیہ لانے سے غرض یہ ہے کہ مشبہ میں بہادری کے وصف کو مؤکد انداز میں پیش کرنا چاہتے ہیں، اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح یہ وصف مشبہ بہ میں حقیقت ہے اس طرح مشبہ میں بھی ہے.

ابن الجہم کے شعر میں بھی تشبیہ بلیغ ہے، ماقبل شعر میں لفظ "حبسي" مشبہ ہے اور اس شعر میں "الليث" کا لفظ مشبہ بہ ہے، تشبیہ کے طرفین ذکر کیئے ہیں جبکہ ارکان تشبیہ میں سے وجہ الشبہ اور اداۃ التشبیہ کو حذف کیا ہے.

۴- ہر دن کے لئے آنے والا کل ہوتا ہے

ابن الجہم نے جیل کے سلاخوں کے پیچھے بھی امید کا دامن نہیں چھوڑا اور رہائی پانے کے لئے خلیفہ المتوکل کی مدح کی ہے:مهلاً فإنّ اليوم يعقبه غدٌ و يدُ الخلافة لا تطاولها يدُ

و لكلِّ حالٍ معقب و رُبّما أجلى لك المكروه عمّا يحمدُ[35]

(صبر کرو! ہر دن کے بعد آنے والا کل ہوتا ہے، اور خلیفہ کے احسانات کے مقابلے میں کوئی ہاتھ مقابلہ نہیں کر سکتا)(اور ہر حالت کے بعد ایک دوسرا وقت آتا ہے، اور اکثر آپ کو اس چیز کی برائی ظاہر ہو جائے گی جس کی تعریف ہو رہی تھی)

ابن زیدون نے بھی زندان سے اس جیسا معنی میں شعر امیر بن الحزم بن جھور کو بھیجا تھا:

و إن يكُ رُزءاً ما أصاب به الدهر ففي يومنا خمرٌ و في غده أمرٌ

و لا عجبٌ إنّ الكريم مرزّأ[36](اگر زمانے نے بڑی مصیبت پہنچائی ہو تو آج شراب پینے کا دن ہے اور کل ایک اہم معاملے کا، اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ بے شک عزت والا شخص فیاض اور سخی ہوتا ہے).

اشعار کا تقابلی جائزہ

علی بن الجہم نے جیل سے خلیفہ المتوکل باللہ کو یہ شعر بھیجا جس میں معنوی تاثیر کی قوت پیدا کرنے کے لئے ایک ضرب المثل لایا ہے"إنَّ مع اليوم غداً "[37] (آج کے ساتھ آنے والا کل بھی ہوتا ہے) یہ ضرب المثل آنے والے وقت میں راحت وسکون پر دلالت کرتا ہے.[38]

ابن زیدون نے بھی اس جیسا شعر امیر ابو الحزم کو بھیجا تھا، لیکن اس کے شعر کا دوسرا مصرعہ زمانہ جاہلی کے معروف شاعر امرؤالقیس کے ایک مشہور قول"اليوم خمرٌ و غداً أمرٌ"[39] سے ماخوذ ہے.

یہاں یہ امر ضروری سمجھنا چاہیئے کہ ابن زیدون کے شعر کے الفاظ اگرچہ امرؤالقیس کے قول سے تعلق رکھتے ہیں لیکن موقع محل اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ امرؤالقیس نے جس مقصد کے لئے اس قول کو کہا تھا وہ" آج شراب کا دور چلے گا اور کل اہم معاملہ یعنی والد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے جنگ ہو گی" جبکہ ابن زیدون کے شعر کا مطلب ایسا نہیں ہے بلکہ مناسب یہ ہو گا کہ ابن زیدون کے شعر میں ضرب المثل کا وہ مطلب لیا جائے جو ابن الجہم

نے اپنے شعر میں ذکر کیا ہے، کیونکہ دونوں ضرب الأمثال کے معانی میں گہرا التباس پایا جاتا ہے، اور دونوں شاعروں نے اپنے خلیفہ اور امیر سے رہائی کی امید ظاہر کرتے ہوئے مدح بھی کی ہے.

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ضرب المثل کے بعد ابن الجہم کے اس مصرعہ میں" و یدُ الخلافة لا تطاولها یدُ " اور ابن زیدون کے اس مصرعہ میں" و لا عجبٌ إنّ الکریم مرزَأ" معنوی التباس موجود ہے جو رہائی کی امید اور خلیفہ و امیر کی مدح کے لئے مطلوب ہے.

۵- سورج کا اندھیرے اور بادل میں چھپ جانا

اندلسی شعراء ہوں یا مشرقی جس نے جیل کی زندگی کاٹی ہو تو وہ جیل کی مختلف انداز اور الفاظ میں تعبیر کرتا ہے، جن میں سے بعض الفاظ یہ ہیں" أبواب السوداء، غیاهب السجن، الدیارات الدامس"ان الفاظ میں تاریکی اور اندھیرے کا معنی عام پایا جاتا ہے جو جیل کی صعوبات اور مصائب پر دلالت کرتے ہیں.

ابن الجہم زندان کی تاریکی میں بیٹھ کر سورج کو دیکھ رہا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ رات کے اندھیرے میں ڈوبتا رہا، تو اپنے کو ڈوبتے سورج سے تشبیہ کہا:الشمس یوم الدجن محجوبةٌ...و اللیل یخفیها فلا تظهر[40]سورج سیاہ بادل کے دن چھپا رہتا ہے، اور رات اس کو چھپاتی ہے پھر نکلتا نہیںو الشمس لو لا أنّها محجوبةٌ...عن ناظریك لما أضاء الفرقد[41]اگر سورج آپ کی نظروں سے نہ چھپتا تو قطب شمالی کا ستارہ کبھی نہ چمکتا

ابن زیدون نے بادل میں چھپتے ہوئے سورج کو دیکھ کر ابن الجہم کا شعر یاد آنے پر اس کے معنی سے متاثر ہو کر یہ شعر کہہ ڈالا:لا یغبِط الأعداء کوني في السِّجن إنّي رأیتُ الشمس تُحصن بالدَّجن[42]

(دشمن میرے زندان میں ہونے پر خوش نہ ہو جائے کیونکہ میں نے بادل میں چھپتے ہوئے سورج کو دیکھا)

اشعار کا تقابلی جائزہ : دونوں شاعروں نے ایک جیسی خوب صورت تشبیہ اپنے اشعار میں لائی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تشبیہ اور معنی پہلے ابن الجہم نے ذکر کیا ہے کہ سورج دیکھتے ہی دیکھتے بادل کی سیاہ گھٹاؤں میں چھپ گیا اور رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا، پس شاعر نے اپنے آپ کو تشبیہ اس جیسے سورج کے ساتھ دی اور زندان کی تاریکی کو رات اور بادل کی اندھیرے کے ساتھ دی ہے.

اس تشبیہ لانے سے غرض یہ ہے کہ جس طرح سورج تھوڑی سی مدّت کے لئے بادل کی سیاہ گھٹاؤں میں چھپ جاتا ہے یا رات کے اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سورج ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا بلکہ عنقریب وقت میں دوبارہ طلوع ہو کر چمکے گا.

شاعر کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب وہ جیل سے نکل کر آزاد ہو جائے گا اور اپنی پہلی عزت و شرافت والا مقام دوبارہ پائے گا۔ ابن زیدون کے شعر کا معنی اور تشبیہ بعینہٖ ابن الجہم کے مذکورہ شعر سے اخذ شدہ ہے.

خلاصۂ بحث: علی بن الجہم عباسی دور کے ان شعراء میں سے ہیں جنہوں نے زندان کی زندگی کاٹی اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے بہترین قصائد لکھے ہیں، آپ کی حبسیاتی شاعری کا سب سے مشہور اور معروف قصیدہ دالیہ ہے جس کی ہر ایک شعر میں ایک جدّت اور بلاغی اسلوب میں سے تشبیہ بلیغ کا ایک نیا رنگ پایا جاتا ہے، جس کو بعض اہل ادب اور ناقدین نے چار چاند لگوا دیئے ہیں. ابن الجہم کی حبسیاتی شاعری سے اندلسی شاعر ابن زیدون بہت متأثر ہوا اور اپنی زندانی شاعری میں ابن الجہم کے بعض وضع کردہ تشبیہات اور معانی کو پرو دیا. آپ کی شاعری کا بہترین حصہ وہ سمجھا جاتا ہے جو آپ نے ایامِ اسیری میں تخلیق کیا ہے. ابن زیدون اندلس کے ایک اعلیٰ طبقے کے شعراء میں سے ہے لیکن یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ وہ مشرقی شعراء سے متأثر تھا، اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے اسالیب نثر و نظم میں سے چن چن کر تخلیقی ادب پیش کیا ہے.

حواشی وحوالہ جات

[1] - **ابوالحزم بن جھور:** اندلس کے ملوک الطوائف امراء میں سے ایک ہے جو عقلمندی، حکومت کے معاملات کو بہتر سمجھنے اور رعایا کی خبر گیری کرنے والے تھے، حتیٰ الامکان رعایا کی بیمار پرسی اور جنازوں میں شریک ہوتے۔ قرطبہ پر حکومت کی اور ابن زیدون کو اپنا وزیر بنایا، لیکن جب آپ کا دل برا ہوا تو اس کو ۵۰۰ دن تک جیل میں قید کر دیا۔ (الثعالبی، عبدالملک بن محمد۔یتیمۃ الدہر. ط۱: ۱۹۸۳ء، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۲/۴۰)

[2] -ابتسام، ثمامہ. معجم الادباء من العصر الجاہلی حتی سنۃ ۲۰۰۲م. ط:۲۰۰۳ء، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص۱ / ۱۸۶

[3] - ابن بسام، علی بن بسام. الذخیرۃ فی محاسن اہل الجزیرۃ. ط۱: ۱۹۹۸ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/ ۲۰۷

[4] - ابن زیدون، أحمد. دیوان ابن زیدون. ط:۲۰۰۴ء، دار الکتاب العربي، بیروت، ص/۱۵۷

5-شوقی ضیف. تاریخ الادب العربی، عصر الدول والامارات الاندلس. دار المعارف قاہرہ، ص/ ۲۸۲

[6] - نفس المصدر. ص/۱۳۸

[7] - **علی بن الجہم:** علی بن الجہم بن بدر ۱۸۸ھ میں خراسان میں پیدا ہوئے، آپ کے والد نے ترک وطن کر کے خراسان سے ہجرت کی تھی. جیسا کہ علی بن الجہم کا ایک شعر ہے. "مذهبي واضح و أصلي خراسان و عزّي بعزّكم موصولُ" علم کی تحصیل اور شعر وشاعری کا شوق بچپن سے ہی تھا، ابو تمام کے ساتھ ملاقات ہونے کے بعد دونوں کے بیچ خوب دوستانہ تعلقات بن گئے. خلیفہ المتوکل باللہ کے دربار میں ابو عبادۃ البحتری جیسے عظیم شاعر کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع بھی ملا، ابتداء میں دونوں کی دوستی تھی لیکن بعد میں ان کی دوستی حسد اور مخالفت میں بدل گئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابن الجہم کو جیل جانا پڑا. (شوقی ضیف. تاریخ الأدب العربي عباسی. ص/ ۲۵۵؛ المرزبانی. محمد بن عمران. معجم الشعراء. ط۲: ۱۹۸۲ء، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص/۲۸۶)

[8] - **بحتری:** ولید بن عبید حمص کے قریب ایک گاؤں میں ۸۲۰ء میں پیدا ہوئے، خالص عربی ماحول میں پرورش پانے کے لئے قبیلہ بنی طئے میں وقت گزارا، ابو تمام جیسے بڑے شاعر کے ساتھ ملاقات ہوئی اور شعر گوئی کے لئے اپنا ذہن تیار کیا، ابو تمام کی شاگردی اختیار کی اور کافی عرصہ تک اس کے ساتھ رہے. خلیفہ المتوکل

باللہ کے دربار تک رسائی حاصل کی اور اس کا درباری شاعر ہونے کی وجہ سے دور دور تک علاقوں میں شہرت پائی۔(الزرکلی خیر الدین. الاعلام. ط۱۵: ۲۰۰۲ء، دار العلم للملائین، بیروت،۸/ ۱۲۱)

9- **ابوسمط:** آپ کا نام مروان بن ابی الجنوب ہے، خلیفہ المتوکل کے درباری شاعر تھے، ابو سمط اور علی بن الجہم کے مابین شعری تناقض تھا، بلکہ ان کا تناقض اتنا بڑھ گیا تھا کہ اس وقت کے شعراء بھی دو گروہوں میں بٹ گئے تھے، بعض کہتے تھے کہ علی بن الجہم کی شاعری جید اور اعلیٰ ہے جبکہ دوسرا گروہ ابوسمط کو اجود شاعر کہتا تھا.(طبقات الشعراء، ص/ ۳۹۲)

10- حسین بن ضحاک بصرہ میں ۱۶۲ ہجری میں پیدا ہوئے، لیکن یاقوت حموی نے کہا ہے کہ آپ کا وطن اصلی خراسان ہے، عصر عباسی کے طبقہ اولیٰ شاعروں میں آپ کا شمار ہوتا ہے، ابونواس کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے.(یاقوت الحموی. معجم الأدباء. ص/ ۱۰۶۳، المرزبانی. معجم الشعراء. ص/ ۱۱۳)

11- کحالہ، عمر رضا. معجم المؤلفین. مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۲/ ۴۱۶

12- ابن زیدون نے عبارت میں ایک نحوی قاعدے سے استشہاد کیا ہے کہ ابن العطار کی حیثیت ایسی ہے جیسا کہ "عمرو" کے ساتھ "واو" جو صرف فرق کے لئے آتی ہے تاکہ "عمر" کے نام کے ساتھ التباس ختم ہو جائے۔ "عمرو" اور "عمر" میں یہ فرق ہے کہ "عمرو" کے ساتھ حالت رفعی اور جری میں "واو" لکھی جاتی ہے جبکہ حالت نصبی میں "عمراً" آئے گا کیونکہ یہ منصرف ہے اور "عمر" کا لفظ غیر منصرف ہے.

13- ابن زیدون نے ابن العطار کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی مثال "نون جمع" کی ہے جو اضافت کے وقت گر جاتی ہے، جیسا کہ "طالبون" کا اسم مضاف ہو "مدرسة" کی طرف تو "نون الجمع" ساقط ہو جائے گا تو جملہ "طالبوا المدرسة" بن جائے گا۔ ابن زیدون نے نحوی قاعدے سے استشہاد کیا کہ ان لوگوں کے ساتھ ابن العطار کی مثال نون الجمع کی ہے جو اضافت کے وقت گر جاتی ہے تو ایسے بندے کی گواہی کیوں قبول کی جائے؟

14- خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہے جن کی گواہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں کے برابر فرمائی تھی، ذوالشھادتین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھوڑا سواء بن قیس سے مول لیا تھا، سواء بن قیس انکار کر گیا تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گواہی دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کیسے گواہی دی؟ جبکہ ہم نے گھوڑا مول لیا تھا تو اس وقت تم ہمارے ہمراہ نہ تھے تو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ اللہ سے یہاں لائے ہیں اس کی میں نے تصدیق کرلی ہے. اور میں معلوم کر چکا ہوں کہ آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے. تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزیمہ جس کے موافق یا مخالف گواہی دیں تو صرف ان کی گواہی کافی ہے.(ابن الاثیر. علی بن محمد. اسد الغابہ في معرفة الصحابۃ. ط۱: ۱۹۹۴ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲/ ۱۷۰)

ابن زیدون نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی ذوالشھادتین ہونے پر استشہاد کیا کہ اس کے خلاف صرف ایک بندے ابن العطار نے گواہی دی ہے باقی کسی نے بھی کچھ نہیں کہا اور شریعت میں دو گواہ قابل قبول ہیں یا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی، لیکن ابن العطار کو کیوں خزیمہ رضی اللہ عنہ کے برابر درجہ دیا گیا کہ ایک بندے کی گواہی سے جیل کا حکم سنا دیا.

15- الذخیرة.۱/ ۲۵۲

16- علی بن الجہم. دیوان علی بن الجہم. وزارة المعارف السعودیہ، ص ۸۲

17- دیوان ابن زیدون. ص۱۳۸

18- **طباق:** طباق دو مقابل یعنی متضاد معانی کو ایک کلام میں جمع کرنے کو کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں۔ طباقِ ایجاب اور طباقِ سلب۔ طباقِ ایجاب وہ ہوتا ہے جس میں دونوں متضاد الفاظ بنفسہ موجود ہوں، جیسا کہ مندرجہ بالا اشعار میں آئے ہیں۔ طباق سلب وہ ہے جس میں دونوں مقابل الفاظ ایک جیسے ہو لیکن حرف نفی وغیرہ سے دوسرے لفظ کا معنی متضاد بنایا جائے، مثلاً " هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون" آیت میں "یعلمون" اور "لا یعلمون" کے کلمات آئے ہیں جسے طباق سلب کہتے ہیں۔ (الخطیب القزوینی، جلال الدین محمد. الإیضاح في علوم البلاغۃ. دار الکتب العلمیۃ بیروت، ص ۲۵۷)

19-دیوان علی بن الجہم. ص ۱۶۲

20-دیوان ابن زیدون. ص ۲۴۰

21- أیضاً: ص ۲۰۴

22- أیضاً: ص ۱۰۸

23- أیضاً: ص ۲۸۲

24-دیوان علی بن الجہم. ص ۴۲

25-المسعودی، علی بن الحسین. مروج الذہب. ط۱: ۲۰۰۵ء، المکتبۃ العصریہ بیروت، ۴/ ۹۲

26-ابو الفرج، الاصفہانی. کتاب الأغاني. مطبعۃ التقدیم بشارع محمد علی بمصر، ۱۰/ ۲۱۳

27-ابن خلکان، احمد بن محمد. وفیات الاعیان. دار صادر بیروت، ۳/ ۳۵۷

28-الثعالبی، عبد الملک بن محمد. خاص الخاص. ط1: 1994ء، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ص ۱۷۴

29-المتنبی، احمد بن الحسین. دیوان المتنبی. ۱۹۸۳ء، دار بیروت، بیروت، ص ۳۳۱

30-دیوان ابن زیدون. ص ۲۰۴

31-دیوان علی بن الجہم. ص ۴۲

32- أیضاً: ص ۱۷۲

33-ابو الحسن البغدادی الفکیک اندلسی شاعر ہے، معتمد بن عباد کے دربار میں حاضر ہوتا اور اپنے اشعار میں جید کلام پیش کرتا، کئی مرتبہ معتمد کی طرف سے انعام اور اکرام سے نوازا گیا لیکن بعد میں جب اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ قرآن کی آیات کی غلط تاویل کرتا ہے اور اوصاف خداوندی کو انسانوں کے لئے استعمال کرتا ہے تو معتمد بن عباد نے جیل میں ڈالا. (الذخیرۃ. ۴/ ۲۲۰؛ المقری، احمد بن محمد، نفح الطیب. ط:۱۹۸۸ء، دار صادر بیروت، ۴/ ۱۰۴)

34-الذخیرۃ. ۴/ ۲۲۴

35-دیوان علی بن الجہم. ص ۴۵

36-دیوان ابن زیدون. ص ۱۹۷

37-عسکری، أبو ہلال، الحسن بن عبد اللہ. جمہرۃ الأمثال. ط۱: ۱۹۸۸ء، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲/ ۳۲۴

38-المیداني. احمد بن محمد بن احمد. مجمع الأمثال. ط:1955، المطبعۃ السّنۃ المحمدیۃ، بیروت، ۲/ ۴۱۶

39-جمہرۃ الأمثال. ۲/ ۲۱۸

40-دیوان علی بن الجہم. ص ۷۱

41- أیضاً: ص ۴۲

42-دیوان ابن زیدون. ص ۲۰۴